تجارتی معاملات میں قبضہ کی شرعی حیثیت

The Shariah Legitimacy of "Possession" in Business Transactions

Muhammad Maaz, Ph.D Scholar
Sheikh Zayed Islamic Center, University of the Punjab, Lahore

Muhammad Ijaz, Associate Professor
Sheikh Zayed Islamic Center, University of the Punjab, Lahore

Abstract

An important issue is to sell a thing before having Possession of that. Islamic jurists have difference of opinion in this regard. Ata bin Ali Rabah and Usman Al-Bati legitimate the sale without having Possession of the thing. Hazrat Usman bin Affan was of the opinion that the things weighed or measured can't be sold before Possession. Imam Shafi, Imam Muhammad and some other did not legitimate the sale at all without having Possession of the thing to be sold. According to Malikis all the things can be sold before Possession except edible things. Imam Ahmad's opinion is generally in the favour of Imam Malik. Imam Abu Hanifa and Imam Abu Yousuf legitimate the sale of moveable commodities before Possession while immovable things cont be sold. Dr Wahbah Zuhaili Preffered the opinion of Imam Shafi in this regard. Dr Ali Mohiyyudin has adopted the opinion of Imam Malik. It can be concluded that there broadness in Maliki's opinion, Shafi's opinion is caring and Hanafi's have presented the opinion which reflects the both care and broadness.

Keywords: Shariah Legitimacy; Possession; Business Transactions

تجارت، لین دین اور باہمی معاہدہ کی مختلف دور میں مختلف صورتیں رائج رہی ہیں، بہت سے عقود اور معاملات بنیادی طور پر قدیم زمانہ میں بھی رائج تھے اور عہد جدید میں ان کی ترقی یافتہ صورتیں رائج ہوگئی ہیں، اس طرح کے تجارتی مسائل میں ایک اہم مسئلہ کسی چیز کو خرید کر اس کو قبضہ کرنے سے پہلے آگے بیچنے کا ہے، جس کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے اور درج ذیل نقطہ نظر مشہور ہیں:

(۱) عطاء بن ابی رباح اور عثمان البتی کا مذہب۔

(۲) حضرت عثمان بن عفان اور ان کے موافقین کا مذہب۔

(۳) امام شافعی، امام محمد اور ان کے موافقین کا مذہب۔

(۴) امام مالک کا مذہب۔

(۵) امام احمد بن حنبل کا مذہب۔

(۶) امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا مذہب۔

لہذا ذیل میں مذکورہ تمام مذاہب اور ان کے دلائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

ا۔عطا بن ابی رباح اور عثمان البتی کا مذہب:

عطاء بن ابی رباح اور عثمان البتی کا نقطہ نظر مطلقاً جواز کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خریدار کے لئے مبیع پر قبضہ کئے بغیر آگے بیچنا اور اس میں ہر طرح کے تصرفات کرنا مکمل طور پر جائز ہے، جیسے کہ ابن حزم حضرت عطاء کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال عطاء : جائز بیع کل شئی قبل ان یقبض.(۱)

''حضرت عطا فرماتے ہیں کہ ہر چیز کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز ہے۔''

مذکورہ نقطہ نظر کی دلیل اور اس کا تجزیہ:

حضرت عطا بن ابی رباح اور عثمان البتی مطلقاً جواز کا قول اختیار کرنے میں بظاہر ان دلائل سے استدلال کرتے ہیں جو نفس بیع کے جواز پر دلالت کرتے ہیں، لیکن قبضہ سے پہلے مطلقاً فروخت کی اجازت کا مذکورہ نقطہ نظر احادیث مبارکہ کے صراحتاً مخالف ہونے کی بناء پر التفات کے لائق نہیں ہے، جیسے کہ امام نوویؒ لکھتے ہیں:

فاما مذهب عثمان البتی فحکاه المازری والقاضی ولم یحکه الاکثرون بل نقلوا الاجماع علی بطلان بیع الطعام المبیع قبل قبضه قالوا واما الخلاف فیما فهو شاذ متروک(۲)

''عثمان البتی کے مذہب کو صرف مازری اور قاضی نے بیان کیا ہے جبکہ علماء کی اکثریت نے اسے بیان نہیں کیا بلکہ انہوں نے مبیع کے طعام ہونے کی صورت میں اس کی قبضہ سے پہلے بیع کے باطل ہونے پر اجماع نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس اجماع کے مخالف قول شاذ اور قابل ترک ہے۔''

امام ابن قیم نے اس نقطہ نظر کے بارے میں اس انداز سے تبصرہ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رائے ثبوت کے اعتبار سے بھی قابل غور ہے، جیسے کہ وہ لکھتے ہیں

واما ما حکی عن عثمان البتی من جوازه فان صح فلا یعتد به(۳)

''عثمان البتی سے قبضہ سے پہلے بیع کا جو جواز منقول ہے تو اگر یہ بات صحیح بھی ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔''

الغرض مذکورہ نقطہ نظر یا تو ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت ہے تو پھر قابل التفات نہیں ہے۔

۲۔حضرت عثمان بن عفان اوران کے موافقین کا مذہب:

حضرت عثمان بن عفان کے نزدیک کیل اور وزن والی اشیاء کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے اور دیگر اشیاء کو بیچنا جائز ہے۔ یہ رائے حضرت عثمان بن عفان کے علاوہ سعید بن المسیب ،حضرت حسن ،حضرت حکم ،حماد بن ابی سلیمان ،امام اوزاعی اور حضرت اسحاق سے بھی منقول ہے، یہی نقطہ نظر امام احمد بن حنبل کی بھی ایک روایت ہے، جیسے کہ امام نوویؒ اس نقطہ نظر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یجوز بیع کل مبیع قبل قبضه الاالمکیل والموزون قاله عثمان بن عفان و سعید بن المسیب والحسن والحکم و حماد والاوزاعی واحمد و اسحاق .(۴)

''ہر بیچی جانے والی چیز کو قبضہ سے پہلے آگے بیچنا جائز ہے البتہ مکیلی اور موزونی اشیاء کو بیچنا جائز نہیں ہے حضرت عثمان بن عفان، سعید بن المسیب ،حسن، حکم، حماد، اوزاعی، احمد اوراسحاق کی یہی رائے ہے۔''

مذکورہ نقطہ نظر کی دلیل:

علامہ ابن عبدالبر مذکورہ نقطہ نظر کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حجة من ذهب هذا المذهب ، ان الطعام المنصوص علیه اصله الکیل والوزن ، فکل مکیل او موزون فذلک حکمه .(۵)

''اس نقطہ نظر کی دلیل یہ ہے کہ نص میں ذکر کردہ طعام کی اصل کیل اور وزن ہے لہذا ہر وہ چیز جو مکیلی یا موزونی ہوگی اس کا حکم قیاس کی بنیاد پر یہی ہوگا۔''

مذکورہ نقطہ نظر کی بنیاد اور دلیل کا حاصل یہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں طعام کو قبضہ سے پہلے آگے بیچنے سے منع کیا گیا ہے اور درحقیقت طعام کی ممانعت کی وجہ اس کا مکیلی اور موزونی ہونا ہے، لہذا قیاس کی بنیاد پر ہر مکیلی اور موزونی چیز کا یہی حکم ہوگا اور یہ حکم طعام کے ساتھ مخصوص نہیں ہوگا۔

۳۔امام شافعی، امام محمد اور امام زفر وغیرہ کا مذہب:

امام شافعی، امام محمد اوران کے موافقین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ خریدار کے لئے کسی بھی چیز کو خرید کر اس پر قبضہ کرنے سے پہلے آگے بیچنا مطلقاً جائز نہیں ہے، خواہ خرید کردہ چیز طعام ہو یا غیر طعام، منقولہ ہو یا غیر منقولہ، مکیلی چیز ہو یا موزونی۔

مذکورہ نقطہ نظر حضرت عبداللہ بن عباس، امام شافعی اوران کے اکثر اصحاب کا ہے اور امام احمد کی ایک روایت ہے اور حنفیہ میں سے امام محمد بن حسن اور امام زفر کا ہے۔

امام شافعی کتاب الام میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فمن ابتا ع شیئا کائنا ما کان فلیس له ان یبیعه حتی یقبضه. (٦)

''جس شخص نے کسی بھی چیز کو خریدا تو اس کے لئے خرید نے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے۔''

اسی طرح ابن قدامہ امام احمد سے منقول مذکورہ روایت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عن احمد روایة اخری لایجوز بیع شئی قبل قبضه اختارها ابن عقیل و روی ذلک عن ابن عباس .(۷)

''امام احمد سے ایک دوسری روایت بھی ہے کہ کسی بھی چیز کو اس پر قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، اس روایت کو ابن عقیل نے اختیار کیا ہے اور اسی طرح کا قول حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی مروی ہے۔''

نیز امام شافعی کی موافقت میں امام محمد بن حسن شیبانی اپنی کتاب میں ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے اپنا نقطہ نظر لکھتے ہیں:

رجل اشتری دارا فباعها قبل القبض فهو جائز وهو قول ابی یوسف رحمه الله و قال محمد رحمه لا یجوز.(۸)

''ایک آدمی نے گھر خریدا پھر اسے قبضہ سے پہلے بیچ دیا تو یہ جائز ہے اور یہ امام ابو یوسف کا قول ہے جبکہ امام محمد فرماتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے۔''

شافعیہ اور ان کے موافقین کے دلائل:

امام شافعی، امام محمد اور ان کے موافقین مطلقاً ممانعت کے نقطہ نظر کے اثبات کے لئے درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

پہلی دلیل:

علامہ شیرازی امام شافعیؒ کے اس نقطہ نظر کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولا یجوز بیع ما لم یستقر ملکه علیه ... قبل القبض ؛ لما رود ؛ ان حکیم بن حزام قال : یا رسول الله ، انی ابیع بیوعا کثیرة فما یحل لی منها مما یحرم ؟ قال : ((لاتبع مالم تقبضه))(۹)

''ان تمام چیزوں کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے جن چیزوں پر مالک کی ملکیت قرار نہیں پکڑتی ہے... اسکی وجہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت حکیم بن حزام نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں خرید و فروخت کثرت کے ساتھ کرتا ہوں ان میں سے کون سی چیزیں میرے لئے حلال ہیں اور کون سی چیزیں میرے لئے حرام ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کسی بھی ایسی چیز کو مت بیچو جو ابھی تمہارے قبضہ

میں نہیں آئی۔"

گویا کہ مذکورہ عبارت میں "لا تبع ما لم تقبضه" کے الفاظ میں "ما" کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے کہ تمام چیزوں میں قبضہ سے پہلے فروخت کی ممانعت ہے لہذا کسی بھی چیز کو فروخت کرنے کے لئے قبضہ کرنا ضروری ہے۔

دوسری دلیل:

امام شافعی اوران کے موافقین کی دوسری دلیل حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی درج ذیل روایت ہے:

ان رسول اللہ ﷺ نهى ان تباع السلع حيث تبتاع حتى يحوزها التجار الى رحالهم.(۱۰)

"یقیناً اللہ کے رسول ﷺ نے سامان کو خریداری کے مقام پر ہی بیچنے سے منع کیا ہے یہاں تک کہ اس سامان کو تاجر لوگ اپنے ٹھکانوں کی طرف منتقل نہ کردیں۔"

اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے قبضہ سے پہلے فروخت کی ممانعت کو ہر قسم کے سامان کے بارے میں عام رکھا ہے اور طعام کے ساتھ حکم کو مقید نہیں کیا، جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قبضہ سے قبل فروخت کی ممانعت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ ہر قسم کی چیز کو خریدنے کی صورت میں قبضہ سے پہلے فروخت کرنا منع ہے۔

تیسری دلیل:

مذکورہ نقطہ نظر کے اثبات کے لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی رائے بھی بطور دلیل پیش کی جاتی ہے، جیسے کہ کتاب الام میں ہے:

عن ابن عباسؓ قال ((اما الذى نهى عنه رسول الله ﷺ ان يباع حتى يقبض ، الطعام)) قال ابن عباس برايه ولا احسب كل شئى الا مثله: (قال الشافعى) وبهذا ناخذ ، فمن ابتاع شيئا كائنا ماكان فليس له ان يبيعه حتى يقبضه.(۱۱)

"ابن عباس سے روایت ہے کہ طعام ہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے قبضہ سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا، ابن عباس اپنی رائے سے فرماتے ہیں کہ میں تو ہر چیز کو طعام جیسی ہی سمجھتا ہوں، امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہم اسی رائے کو لیتے ہیں، لہذا جس شخص نے کسی بھی چیز کو خریدا تو اس خریدار کے لئے اس چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو بیچنا جائز نہیں ہے۔"

حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے طعام کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت کا تذکرہ کرنے کے بعد ہر چیز کو طعام کے مثل قرار دیا، جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حدیث کے راوی کے نزدیک یہ ممانعت صرف طعام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر چیز کے ساتھ اس ممانعت کا تعلق ہے، لہذا تمام اشیاء میں مطلقاً قبضہ سے پہلے فروخت کی ممانعت

ہے۔

چوتھی دلیل:

مذکورہ نقطہ نظر کے اثبات کے لئے دلیل نقلی کے طور پر حضرت عبداللہ بن عمرو کی درج ذیل روایت بھی پیش کی جاتی ہے:

عن عبدالله بن عمرو ان رسول الله ﷺ قال : ((لایحل سلف و بیع ، ولا شرطان فی بیع ولا ربح مالم یضمن)) هذا حدیث حسن صحیح(۱۲)

''حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ سلف اور بیع حلال نہیں اسی طرح ایک بیع میں دو شرطیں اور اس چیز کا نفع حلال نہیں جس کی ضمان نہیں لی۔''

الغرض مذکورہ حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے ایسی چیز کا نفع لینے سے منع کیا ہے جو ابھی ضمان میں داخل نہیں ہوئی اور اگر قبضہ کرنے سے پہلے کسی چیز کو خرید کر فروخت کر دیا جائے تو اس صورت میں ایسی چیز کا نفع لینا لازم آتا ہے جو ابھی ضمان میں داخل نہیں ہوئی، کیونکہ خریدار کی ضمانت میں مبیع اس وقت داخل ہوتا ہے جب خریدار اس چیز پر قبضہ کر لے، لہذا اگر کوئی شخص خریدی ہوئی چیز کو قبضہ کرنے سے پہلے نفع کے ساتھ بیچتا ہے تو یہ ایسی چیز کا نفع وصول کرنا ہوگا جو ابھی اس کی ضمانت میں نہیں آئی، یہ بات مذکورہ حدیث کی رو سے ممنوع ہے اور یہ علت جس طرح طعام میں پائی جاتی ہے اسی طرح غیر طعام میں بھی پائی جاتی ہے، لہذا مطلقاً تمام اشیاء میں خریداری کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت ہوگی۔

پانچویں دلیل:

امام شافعی کے نقطہ نظر کے اثبات کے لئے دلیل عقلی بیان کرتے ہوئے امام شیرازی لکھتے ہیں:

ولان ملكه عليه غير مستقر لانه ربما هلك فانفسخ العقد و ذلك غرر من غير حاجة فلم يجز . (۱۳)

''اسلئے کہ خریدار کی ملکیت مبیع پر مضبوط نہیں ہے کیونکہ اگر مبیع ہلاک ہو جاتا ہے تو معاملہ ختم ہو جائے گا اور یہ کسی ضرورت کے بغیر غرر ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔''

مذکورہ دلیل عقلی کا حاصل یہ ہے کہ کسی چیز کو خرید کر قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کرنے کی صورت میں ہوسکتا ہے کہ یہ شخص اپنے خریدار کو وہ چیز حوالے نہ کر سکے، اسلئے کہ اگر وہ چیز قبضہ سے پہلے ہلاک ہوگئی تو معاملہ ہی ختم ہو جائے گا اس صورت میں کسی ضرورت کے بغیر غرر لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے، لہذا جس چیز کی وجہ سے بلا ضرورت غرر لازم آ رہا ہے تو وہ چیز بھی جائز نہیں ہوگی۔

چھٹی دلیل:

مذکورہ نقطہ نظر چونکہ حنفیہ میں سے امام محمد بن حسن کا بھی ہے اور مطلقاً عدم جواز کے مؤقف کو اختیار کرنے کے لئے علامہ بابرتی ان کے دلائل نقلیہ وعقلیہ کو جامعیت اور اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقال محمد لا یجوز رجوعاً الی اطلاق الحدیث و اعتباراً بالمنقول بجا مع عدم القبض فیھما وصار کالاجارہ فانھا فی العقار لاتجوز قبل القبض والجامع اشتمالھما علی ربح ما لم یضمن فان المقصود من البیع الربح و ربح ما لم یضمن منھی عنه شرعاً والنھی یقتضی الفساد فیکون البیع فاسداً قبل القبض لانه لم یدخل فی ضمانه کما فی الاجارة.(۱۴)

''امام محمد فرماتے ہیں کہ زمین کو بھی قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سلسلے میں حدیث مبارکہ مطلق ہے اور غیر منقولہ کو ہم منقولہ اشیاء پر ہی قیاس کرتے ہیں کیونکہ قبضہ کا نہ ہونا ان دونوں میں مشترک چیز ہے اور غیر منقولہ چیز کو بیچنا ایسے ہی ہے جیسے اس کو کرایہ پر دینا اور غیر منقولہ کو کرایہ پر دینا قبضہ سے پہلے جائز نہیں ہے اور اس صورت میں ان دونوں میں قدر مشترک غیر مضمون چیز کا نفع حاصل کرنا ہے کیونکہ بیع سے مقصود نفع کا حصول ہے اور غیر مضمون چیز کا نفع حاصل کرنا شرعاً ممنوع ہے اور شرعاً کسی چیز کا ممنوع ہونا اس کے فاسد ہونے کا تقاضا کرتا ہے لہذا قبضہ سے پہلے بیع کرنا ضمانت میں نہ ہونے کی وجہ سے فاسد ہوگا جیسے کہ غیر منقولہ کو قبضہ سے پہلے کرایہ پر دینا درست نہیں ہے۔''

گویا کہ امام محمد بن حسن قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت میں عموم کا نقطہ نظر اختیار کرنے میں حدیث مبارکہ کے عموم کو نقلی طور پر اور ضمان سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت کے عموم کو عقلی طور پر بنیاد بناتے ہیں، ان دو بنیادوں کی وجہ سے وہ تمام اشیاء میں قبضہ سے پہلے فروخت کی ممانعت کے قائل ہیں۔

۴۔امام مالک کا مذہب:

قبضہ سے پہلے فروخت کی شرعی حیثیت کے بارے میں امام مالک کے مذہب کو بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے نفس مذہب، پھر مذہب کی شرائط، پھر مذہب سے استثنائی صورتوں کا تذکرہ کیا جائے گا اور سب سے آخر میں امام مالک کے مذہب کا خلاصہ تحریر کیا جائے گا چنانچہ ذیل میں سب سے پہلے مالکیہ کے نفس مذہب کو بیان کیا جاتا ہے۔

مالکیہ کا نفس مذہب:

مالکیہ کے مذکورہ مسئلہ میں نفس مذہب کو بیان کرتے ہوئے ابن رشد لکھتے ہیں:

اما بیع ماسوی الطعام قبل القبض فلا خلاف فی مذھب مالک فی اجازته و اما الطعام الربوی فلا خلاف فی مذھبه ان القبض شرط فی بیعه و اما غیر الربوی من الطعام فعنه

فی ذلک روایتان احداهما المنع وهی الاشهر...والروایة الاخری الجواز (۱۵)

''طعام کے علاوہ دیگر اشیاء کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کے جواز کے بارے میں امام مالکؒ کے مذہب میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور طعام کی وہ صورت جس میں ربا جاری ہوتا ہے اس کی بیع کیلئے قبضہ کے شرط ہونے میں بھی امام مالک کے مذہب میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور طعام کی غیر ربا والی صورت میں دو روایتیں ہیں ایک عدم جواز کی ہے جو کہ زیادہ مشہور ہے...اور دوسری روایت جواز کی ہے۔''

مذکورہ مذہب کی شرائط:

علامہ دردیر امام مالک کے اس نقطہ نظر کی شرائط کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(وجاز) لمشتر و موهوب شیئا (البیع قبل القبض) من البائع والواهب (الامطلق طعام المعاوضة) ای الذی فی مقابلة شیء واراد بمطلقه ربویا کقمح او لا کتفاح فلا یجوز بیعه قبل قبضه ...و محل المنع حیث (اخذ) ای اشتری (بکیل) او وزن او عدد لا جزافاً فیجوز بیعه قبل قبضه لدخوله فی ضمان المشتری بمجرد العقد فهو مقبوض حکماً فلیس فیه توالی عقدتی بیع لم یتخللهما قبض۔(۱۶)

''کسی چیز کے خریدار کے لئے اس چیز کو بائع سے قبضہ لئے بغیر بیچنا جائز ہے اسی طرح موھوب کے لئے ھبہ شدہ چیز پر واہب کی طرف سے قبضہ حاصل کرنے سے پہلے بیچنا جائز ہے البتہ معاوضہ والے طعام کو مطلقاً بیچنا جائز نہیں ہے، یعنی وہ چیز جو کسی دوسری چیز کے مقابلہ میں ہو اور مطلق سے مراد یہ ہے کہ وہ طعام ربوی ہو جیسے کہ گندم یا ربوی نہ ہو جیسے کہ سیب لہذا ان چیزوں کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے... اور اس ممانعت کی صورت یہ ہے کہ مشتری نے کیل یا وزن یا عدد کی شرط کے ساتھ خریدا ہو اندازے کے ساتھ نہ خریدا ہو، لہذا اگر اندازے کے ساتھ خریدا ہو تو پھر بھی قبضہ سے پہلے اس چیز کو بیچنا جائز ہے اسلئے کہ وہ چیز صرف عقد کرنے کے ساتھ ہی خریدار کی ضمان میں داخل ہو جاتی ہے، لہذا وہ حکمی اعتبار سے خریدار کے قبضہ میں کہلاتی ہے اور اس میں خرید و فروخت کے دو ایسے معاملات کا پے در پے کرنا لازم نہیں آتا جن کے درمیان میں قبضہ نہ آیا ہو۔''

مذکورہ عبارت میں بنیادی طور پر مالکیہ کے مذہب کی دو شرائط بیان کی گئی ہیں جنہیں مرتب انداز میں خلاصہ مذہب کے عنوان کے تحت بیان کر دیا گیا ہے۔

قبضہ کی صحت کی ذیلی شرائط اور استثنائی صورتیں:

علامہ دسوقی قبضہ کی صحت کی ذیلی شرط کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ویجوز بیعه بعد قبضه حال کونه لم یقبض من نفسه لنفسه فان قبض من نفسه لنفسه منع بیعه لان هذا القبض الواقع بین العقدین کلاقبض.(۱۷)

''اور قبضہ کے بعد اس کو بیچنا اس حال میں جائز ہے جبکہ اس نے اپنے نفس سے اپنے لئے ہی قبضہ نہ کیا ہو پھر اگر اس نے اپنے نفس سے اپنے لئے ہی قبضہ کیا ہو تو اس کی بیع کو منع کیا جائے گا کیونکہ دو عقدوں کے درمیان آنے والے اس قبضہ کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے کہ قبضہ ہی نہیں ہوا۔''

البتہ قبضہ کی اس ذیلی شرط سے استثنائی صورت کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ دردیر لکھتے ہیں:

(الا) ان یکون القابض من نفسه ممن یتولی طرفی العقد (کوصی یتیمیه) و والد لولایة الصغیرین و سید لعبدیه فیجوز بیع طعام احد هما للآخر ثم بیعه علیه لاجنبی قبل قبضه لمن اشتراه له.(۱۸)

(مذکورہ عبارت میں بیان کردہ استثنائی صورت کا حاصل یہ ہے کہ) جب اپنی ذات سے ہی قبضہ کرنے والا شخص ایسا ہو جو کسی معاملے کی دونوں اطراف کا ولی ہو، جیسے دو یتیموں کا وصی یا دو نابالغ بچوں کا والد ہے یا دو غلاموں کا مالک ہے تو اس صورت میں اس خرابی کے لازم آنے کے باوجود طعام کی بیع کو ناجائز قرار نہیں دیا جائے گا، چنانچہ اگر وصی اپنے زیر تربیت دو یتیموں میں سے ایک کے طعام کو دوسرے کے ہاتھ بیچتا ہے پھر اس طعام کو اس کے مشتری کی طرف سے اپنے قبضہ کرنے سے پہلے ہی اس کو کسی اجنبی کے ہاتھ بیچ دیتا ہے تو اس وصی کا یہ عمل شرعاً درست ہے کیونکہ یہ وصی عقد کے دونوں اطراف کا سرپرست ہے۔

خلاصہ مذہب:

الغرض مالکیہ کے مذہب کا حاصل یہ ہے کہ تمام اشیاء میں سے صرف طعام ہی ایسی چیز ہے جسے قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، خواہ وہ طعام ربوی ہو جیسے کہ گندم ہے یا غیر ربوی ہو جیسے کہ سیب ہے، جبکہ طعام کے علاوہ جتنی بھی اشیاء ہیں ان سب کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے۔

پھر مالکیہ نے طعام کی بیع کے فاسد ہونے کے لئے درج ذیل دو شرطیں بھی لگائی ہیں:

پہلی شرط یہ ہے کہ وہ طعام کسی معاوضہ کے ذریعے سے ملکیت میں آیا ہو جیسے کہ خریداری یا کرایہ داری یا صلح یا کسی جرم کے تاوان یا اس کے علاوہ کسی دیگر معاوضہ والے عقود میں سے کسی عقد کے نتیجے میں ملکیت حاصل ہوئی ہو، لہذا اگر طعام کسی شخص کی ملکیت میں ھبہ یا میراث وغیرہ کی وجہ سے آیا ہو تو اس صورت میں اس طعام کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ عقد معاوضہ کیل یا وزن یا عدد کی بنیاد پر ہو پھر وہ اس کو کیل یا وزن یا عدد کی شرط کے ساتھ خرید کر طعام کو قبضہ سے پہلے بیچے، لہذا اگر کسی شخص نے طعام کو عقد معاوضہ میں اندازے کی بنیاد پر خریدا پھر اس طعام کو قبضہ

سے پہلے بیچ دیا تو یہ بیچنا جائز ہوگا، خواہ یہ شخص طعام کو اندازے کی بنیاد پر آگے بیچے، یا کیل کی شرط کے ساتھ بیچے، لیکن اگر طعام کو کیل کی بنیاد پر خریدا تو اب اس طعام کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہوگا، خواہ اس طعام کو آگے کیل کی شرط کے ساتھ بیچے یا اندازے کے ساتھ بیچے۔

اسی طرح امام مالک کے نزدیک قبضہ کے صحیح ہونے کی ذیلی شرط یہ بھی ہے کہ قبضہ کرنے والا شخص اپنی ذات سے اپنے نفس کے لئے ہی قبضہ نہ کرے، لہذا اگر قبضہ کرنے والے شخص نے اپنی ذات کے لئے اپنے نفس سے ہی قبضہ کیا تو اس بیع کو ممنوع قرار دیا جائے گا، کیونکہ اس صورت میں دو معاملوں کے درمیان اس قبضہ کی حیثیت بالکل ایسے ہی ہے جیسے کہ قبضہ نہ کرنے کی ہوتی ہے۔

مذکورہ شرط کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے طعام کے بیچنے کا کسی کو وکیل بنایا اور اس وکیل نے وہ طعام کسی اجنبی کے ہاتھ بیچ دیا اور اس اجنبی کے طعام پر قبضہ کرنے سے پہلے اس وکیل نے وہ طعام اس سے اپنے لئے خرید لیا تو اس صورت میں وکیل کا اجنبی شخص سے یہ معاملہ کرنا ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں یہ شخص اپنے نفس سے اپنے ہی لئے قبضہ کر رہا ہے اور یہ درست نہیں ہے۔ اسی طرح اگر طعام کے خریدنے کا اس کو وکیل بنایا اور وکیل نے وہ طعام خرید کر اس پر قبضہ کر لیا پھر اس طعام کو اجنبی کے ہاتھ بیچ دیا اور اجنبی کے طعام پر قبضہ کرنے سے پہلے پہلے اس نے اس سے خرید لیا، تو اس صورت میں اس کا اپنے نفس سے اپنے لئے ہی قبضہ کرنا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

مذکورہ ذیلی شرط کا مطلب یہ ہوا کہ اس قبضہ میں قبضہ قوی قابل اعتماد ہے، لہذا اگر قبضہ قوی ہوگا تو اس کے بعد طعام کی بیع جائز ہوگی اور اگر قبضہ ضعیف ہوگا تو اس کی حیثیت چونکہ قبضہ نہ ہونے کی ہے لہذا اس صورت میں طعام کی بیع جائز نہیں ہوگی۔

مالکیہ کے دلائل:

المدونۃ الکبریٰ میں فقہ مالکی کے مذکورہ نقطہ نظر کو مدلل انداز میں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

قلت : ولم وسع مالک فی ان ابیع ما اشتریت قبل ان اقبضه من جمیع الاشیاء کلها الطعام والشراب اذا کان جزافاً والعروض والحیوان و جمیع الاشیاء، و ابی ان یجیز لی ان ابیع مااشتریت مما یوکل و یشرب کیلاً او وزنا حتی اقبضه ؟ قال : لان النبی ﷺ نهی عن بیع الطعام حتی یستوفی وهو عندنا علی الکیل والوزن و کل شئی ما خلا الطعام والشراب فهو جائز ان تبیعه قبل ان تستوفیه ان کنت اشتریته و زنا او کیلا او جزافا فهو سواء ، وان کان الحدیث انما جاء فی الطعام وحده . قلت و لم وسع مالک فی ان ابیع مااشتریت من الطعام جزافا قبل ان اقبضه من صاحبه الذی ابتعته منه او من

غیرہ ؟قال : لانہ لما اشتری الطعام جزافا فکانہ انما اشتری سلعة بعینھا فلا باس ان تبیع ذلک قبل القبض .(۱۹)

''میں نے سوال کیا کہ امام مالک نے اس بات میں کیوں وسعت اختیار کی ہے کہ میں کھانے پینے والی تمام اشیاء کو اندازے کے ساتھ خریدنے کی صورت میں، ساز وسامان کو، جانوروں کو اوراس کے علاوہ دیگر اشیاء کو قبضہ سے پہلے بیچ سکتا ہوں اوراس بات سے کیوں انکار کیا کہ میں کھانے پینے والی چیزوں کو کیل یا وزن کی شرط کے ساتھ خریدنے کی صورت میں قبضہ کرنے سے پہلے مت بیچوں تو جواب دیتے ہوئے کہا اسلئے کہ نبی کریم ﷺ نے طعام کو استیفاء سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا ہے اوراس کا تعلق ہمارے نزدیک کیل اوروزن کے ساتھ ہے اور طعام اور شراب کے علاوہ ہر چیز کو استیفاء سے پہلے بیچنا جائز ہے خواہ اس کو کیل یا وزن یا اندازے کی بنیاد پر خریدا ہو کیونکہ حدیث مبارکہ میں ممانعت صرف طعام کے بارے میں آئی ہے پھر میں نے سوال کیا کہ امام مالک نے کیوں اجازت دی ہے کہ میں اندازے کی بنیاد پر خریدے جانے والے طعام کو قبضہ کرنے سے پہلے اس طعام کے بائع کو یا کسی دوسرے شخص کے ہاتھ بیچ سکتا ہوں تو جواب دیا کیونکہ جب طعام کو اندازے کے ساتھ خریدا تو گویا کہ اس نے کسی متعینہ سامان کو خریدا ہے لہذا اس صورت میں قبضہ سے پہلے بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

گویا کہ امام مالک کے مشہور نقطہ نظر کے بنیادی طور پر دو حصے ہیں:

ایک تو یہ کہ اس ممانعت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ مخصوص ہے اس حصے کے اثبات کے لئے امام مالک ان احادیث کو ذکر کرتے ہیں جن میں ممانعت کے ساتھ لفظ طعام خاص طور پر مذکور ہے، البتہ نقطہ نظر کے دوسرے حصے یعنی طعام کی ممانعت کو کیل یا وزن کے ساتھ مخصوص کرنے اور اندازے کی صورت میں قبضہ سے پہلے فروخت کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں طعام کو قبضہ سے پہلے بیچنے کی ممانعت میں استیفاء کی شرط بھی ہے اور استیفاء سے مراد ان کے نزدیک کیل اوروزن ہے، لہذا کیل اوروزن کی صورت میں تو طعام کی قبضہ سے پہلے فروخت کی ممانعت ہوگی اور اندازے کی صورت میں اگر خریداری کی گئی ہو تو پھر ممانعت نہیں ہوگی۔

۵۔امام احمد بن حنبل کا مذہب:

کسی چیز کو خرید کر اس پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچنے کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں امام احمد بن حنبل سے درج ذیل چند روایتیں منقول ہیں۔

پہلی روایت: امام احمد بن حنبل کے نزدیک صرف مکیلی، موزونی اور عددی اشیاء میں خریدار کے لیے قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے۔(۲۰)

دوسری روایت: مذکورہ مسئلہ میں امام احمد بن حنبل سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ اس ممانعت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ مخصوص ہے۔(۲۱)

تیسری روایت: مذکورہ مسئلہ میں امام احمد بن حنبل سے ایک روایت یہ ہے کہ کسی بھی چیز کو خرید کر اس پر قبضہ کرنے سے پہلے آگے بیچنا جائز نہیں ہے۔(۲۲)

چوتھی روایت: مذکورہ مسئلہ میں امام احمد بن حنبل سے ایک تفصیلی روایت بھی منقول ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز متعین ہو تو اس متعینہ چیز کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے جیسے کہ غلہ کا ایک ڈھیر کیل کے بغیر بیچا گیا ہو، تو ایسے غلہ کے ڈھیر کو قبضہ سے پہلے بھی بیچنا جائز ہے اور جو چیز متعین نہ ہو تو اسے قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے جیسے کہ غلہ کے ڈھیر میں سے ایک کلو کو اگر بیچ دیا جائے تو اسے کیل یا وزن کرنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے۔(۲۳)

امام احمد بن حنبل کی مذکورہ آخری روایت امام مالک کے مذہب کے قریب قریب ہے کہ ان کے نزدیک بھی ایسے غلہ کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے جسے اندازے کی بنیاد پر خریدا گیا ہو، البتہ امام مالک کے نقطہ نظر میں طعام کی تخصیص ہے جبکہ امام احمد بن حنبل کی اس روایت میں اجازت اور عدم اجازت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ عام ہے۔

مذکورہ روایات میں سے اصح روایت اور اس کے دلائل:

مذکورہ مسئلہ میں امام احمد بن حنبل سے منقول کل چار روایات ہیں جن میں سے اصح روایت کے حوالے سے یہ بات تو واضح ہے کہ مذکورہ بیان کردہ تحریر کے مطابق تیسری اور چوتھی روایت ان کا مذہب نہیں ہے البتہ پہلی اور دوسری روایت کے بارے میں باہم ترجیح کے حوالے سے تعبیرات مختلف ہیں۔

جبکہ اس اختلاف میں تطبیق کی صورت پیدا کرتے ہوئے ابن قدامہ لکھتے ہیں:

یحتمل انه اراد المکیل والموزون، والمعدود من الطعام الذی ورد النص بمنع بیعه، وهذا اظهر دلیلاً و احسن.(۲۴)

''اس کا بھی احتمال ہے کہ مکیلی، موزونی اور عددی سے مراد وہی طعام ہو جس کے بیچنے کے بارے میں نص آئی ہے، یہ بات دلیل کے اعتبار سے زیادہ ظاہر اور عمدہ ہے۔''

الغرض امام احمد بن حنبل سے مذکورہ چار روایات میں سے اصح اور ارجح روایت کے حوالے سے حنابلہ کے مذہب کو بیان کرنے والی تعبیرات آپس میں مختلف ہیں۔ بعض تعبیرات کے مطابق مذکورہ روایات میں سے پہلی روایت راجح ہے اور بعض تعبیرات کے مطابق دوسری تعبیر اصح اور ارجح ہے، جبکہ علامہ ابن قدامہ مذکورہ دونوں روایات میں تطبیق دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ طعام کے ساتھ قبضہ سے پہلے بیچنے کی ممانعت اس صورت میں ہے جبکہ طعام کو کیل یا وزن یا عدد کی بنیاد پر خریدا گیا ہو، اس تطبیق کو علامہ ابن قدامہ دلیل کے اعتبار سے سب سے زیادہ عمدہ اور بہتر قرار دیتے ہیں، گویا کہ علامہ ابن قدامہ کے

نزدیک ان دونوں روایات میں مقصود کے اعتبار سے کوئی اختلاف نہیں ہے، صرف تعبیر اور الفاظ کا فرق ہے اور یہی بات زیادہ بہتر بھی معلوم ہوتی ہے۔

مذکورہ راجح نقطہ نظر کی دلیل:

امام احمد بن حنبل کے راجح نقطہ نظر کی دلیل بیان کرتے ہوئے علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

و قال ابن عبدالبر الاصح عن احمد بن حنبل ان الذی یمنع من بیعه قبل قبضه هو الطعام و ذلک لان النبی ﷺ نهی عن بیع الطعام قبل قبضه فمفهومه اباحة بیع ماسواه قبل قبضه (۲۵)

نیز علامہ ابن قدامۃ مخالفین کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

فاما احادیثهم فقد قیل لم یصح منها الاحدیث الطعام وهو حجة لنا بمفهومه فان تخصیصه الطعام بالنهی عن بیعه قبل قبضه یدل علی اباحة ذلک فیما سواه.(۲۶)

''مخالفین کی پیش کردہ روایات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان میں سے حدیث طعام کے علاوہ کوئی دوسری روایت صحیح نہیں ہے اور یہ حدیث مبارکہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے ہمارے لئے دلیل ہے کیونکہ قبضہ سے پہلے بیع کی ممانعت میں طعام کی تخصیص کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے علاوہ دیگر اشیاء میں قبضہ سے پہلے بیع کی اجازت ہے۔''

مذکورہ دلیل کا حاصل یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل نے بنیادی طور پر اپنے نقطہ نظر کے اثبات کے لئے ان احادیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے جن میں آپ ﷺ نے قبضہ سے پہلے فروخت کی ممانعت کا تعلق صراحتاً صرف طعام کے ساتھ مقید کیا ہے، جس کی وجہ سے امام احمد بن حنبل اس ممانعت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ قائم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر اس ممانعت کا تعلق طعام کے علاوہ دیگر اشیاء کے ساتھ بھی ہوتا تو پھر صرف طعام کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی، لہذا طعام کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس ممانعت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ ہے، دوسری اشیاء کے ساتھ نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا مذہب:

مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اشیاء منقولہ کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے جبکہ غیر منقولہ کو بیچنا جائز ہے، چنانچہ ان کے مؤقف کو بیان کرتے ہوئے علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

ومن اشتری شیئاً مما ینقل و یحول لم یجزله بیعه حتی یقبضه ... ویجوز بیع العقار قبل القبض عندابی حنیفه و ابی یوسف .(۲۷)

''جس شخص نے کسی ایسی چیز کو خریدا جسے منتقل کیا جا سکتا ہو اور تبدیل کیا جا سکتا ہو تو خریدار کے لئے اس چیز

کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے...امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک عقار یعنی غیر منقولہ چیز کو بیچنا جائز ہے۔‘‘

گویا کہ قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کی شرعی حیثیت کے بارے میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ اشیاء منقولہ کو تو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، البتہ غیر منقولہ اشیاء مثلاً زمین وغیرہ کو عمومی حالات میں قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے اور یہی جمہور حنفیہ کا مؤقف ہے۔

شیخین کے نزدیک زمین میں قبضہ سے پہلے بیع کے جواز کی شرط:

شیخین کے نزدیک زمین کو خریدنے کی صورت میں اس پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا اصولی طور پر تو جائز ہے لیکن اس کی ایک شرط بھی ہے، جس کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

(صح بيع عقار لا يخشى هلاكه قبل قبضه) من بائعه لعدم الغرر لندرة هلاك العقار حتى لو كان علوا او على شط نهر ونحوه كان كمنقول فلا يصح اتفاقا(۲۸)

’’جس زمین کے ہلاک ہونے کا خطرہ نہ ہو تو اسے بائع سے قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز ہے کیونکہ اس میں غرر نہیں ہے اس لیے کہ زمین کی ہلاکت نادر ہے، لیکن اگر زمین کسی بلند جگہ پر ہو یا نہر وغیرہ کے کنارے پر ہو تو وہ زمین بھی منقولہ چیز کی طرح ہے اور اس صورت میں بیع بالاتفاق صحیح نہیں ہے۔‘‘

اور علامہ شامی مذکورہ عبارت میں ’’ونحوہ‘‘ کی مثال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(قوله ونحوه) بان كان في موضع لا يومن ان تغلب عليه الرمال(۲۹)

’’یعنی زمین ایسی جگہ میں ہو جہاں اس زمین پر ریت کے غالب آجانے کا امکان ہو۔‘‘

حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک بھی غیر منقولہ کو قبضہ سے پہلے مطلقا بیچنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ زمین ایسی ہو جس کی ہلاکت کا خطرہ نہ ہو، لہذا اگر زمین ایسی ہو جس کی ہلاکت کا خطرہ ہو تو اس صورت میں ایسی زمین کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا شیخین کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے، جیسے کہ اگر زمین بلندی پر ہے یا کسی نہر کے کنارے پر ہے یا ایسی جگہ ہے جہاں اس بات کا امکان ہے کہ ریت وغیرہ اس جگہ پر غالب آجائے، تو اس صورت میں ایسی زمین کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے۔

شیخین کے نزدیک زمین میں قبضہ سے پہلے بیع کے جواز کا مفہوم:

حنفیہ کے نزدیک زمین میں قبضہ سے پہلے بیع کے جواز کا مطلب صرف بیع کا صحیح ہونا ہے اور صحیح ہونے سے مراد بیع کا نافذ ہونا یا لازم ہونا مراد نہیں ہے چنانچہ علامہ شامی نے اس پہلو کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے

(قوله صح بيع عقار الخ) اى عندهما وقال محمد لايجوز، وعبر بالصحة دون النفاذ و

اللزوم، لا نهما موقوفان على نقد الثمن اورضا البائع والافللبائع ابطاله اى ابطال البيع المشترى وكذا كل تصرف يقبل النقض اذا فعله المشترى قبل القبض او بعده بغير اذن البائع فللبائع ابطاله بخلاف مالا يقبل النقض كالعتق والتدبير والاستيلاد بحر... و اى بعد القبض الواقع بلااذنه لان قبض المبيع قبل نقد الثمن بلا اذن البائع غير معتبر لان له استرداده وحبسه الى قبض الثمن.(۳۰)

''شیخین کے نزدیک تو زمین کی بیع صحیح ہے اور امام محمد فرماتے ہیں کہ جائز نہیں ہے اور مسئلہ کی تعبیر صحت کے ساتھ کی ہے نفاذ اور لزوم کے ساتھ نہیں کی کیونکہ یہ دونوں امور تو ثمن کی ادائیگی یا بائع کی رضا مندی پر موقوف ہوتے ہیں ورنہ بائع کو مشتری کے معاملہ کے باطل کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے اور اسی طرح اگر مشتری قبضہ سے پہلے یا قبضہ کے بعد بائع کی اجازت کے بغیر کوئی ایسا تصرف کرتا ہے جو نقض کو قبول کرتا ہے تو بائع کو حق حاصل ہے کہ اسے باطل کر دے بخلاف ان تصرفات کے جو نقض کو قبول نہیں کرتے ہیں جیسے کہ آزاد کرنا، مدبر بنا دینا یا ام ولد بن جانا... یعنی ایسے قبضہ کے بعد جو اس کی اجازت کے بغیر واقع ہو کیونکہ ثمن ادا کرنے سے پہلے بائع کی اجازت کے بغیر مبیع پر قبضہ کرنا معتبر نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت میں بائع کے پاس مبیع کو واپس لینے اور ثمن کے وصول کرنے تک روکے رکھنے کا حق حاصل ہے۔''

حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک زمین کی ہلاکت کا خوف نہ ہونے کی صورت میں زمین کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے لیکن اس جواز کا مطلب بیع کا صحیح ہونا ہے اور اس جواز سے بیع کا نفاذ اور لزوم مراد نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ علامہ حصکفیؒ نے مذکورہ عبارت میں اس مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے ''صح'' کا لفظ استعمال کیا ہے، نفاذ اور لزوم کی تعبیر اختیار نہیں کی، کیونکہ بیع کا نفاذ اور لزوم تو اس صورت میں درج ذیل دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی موجودگی کے ساتھ مشروط ہے۔

۱۔ یا تو مشتری خرید شدہ زمین کی قیمت بائع کو ادا کر دے۔

۲۔ یا پھر مشتری بائع کو قیمت ادا کیے بغیر ہی آگے بیچنے پر راضی کر لے۔

لیکن اگر مشتری نے بائع کی اجازت یا قیمت کی ادائیگی کے بغیر ہی اس زمین کو قبضہ کرنے سے پہلے یا قبضہ کرنے کے بعد آگے بیچ دیا یا اس میں کوئی دوسرا تصرف کر دیا تو اس صورت میں بائع کو شرعاً اختیار حاصل ہوگا کہ وہ مشتری کے اس آگے بیچنے کے عمل کو یا تصرف کو باطل کر دے، البتہ اس بطلان کے لیے یہ ضروری ہے کہ مشتری نے ایسا تصرف کیا ہو جو بطلان کو قبول کرتا ہو، لیکن اگر مشتری نے ایسا تصرف کیا جو بطلان کو قبول نہیں کرتا جیسے کہ مشتری نے غلام خرید کر اس کو آزاد کر دیا، تو اس صورت میں وہ تصرف باطل نہیں ہوگا کیونکہ بائع کو مبیع کی واپسی اور ثمن کی وصولیابی تک اسے اپنے پاس روکے رکھنے کا حق حاصل ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نقطہ نظر کے دلائل:

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نقطہ نظر کے اثبات کے لئے نقلی دلائل وہی ہیں جو امام شافعی اور امام محمد اپنے نقطہ نظر کے اثبات کے لئے پیش کرتے ہیں کیونکہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف بھی امام شافعی اور ان کے موافقین کی طرح منقولہ اشیاء کی بیع قبضہ سے پہلے مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں، صرف عقار کی بیع کو اس عمومی حکم سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں، لہذا نہی کی عام ممانعت والی احادیث مبارکہ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن اور امام شافعی کے نقطہ نظر کے اثبات کے لئے دلیل کے طور پر مشترکہ حیثیت میں پیش کی جاسکتی ہیں، البتہ اس بات کی وضاحت باقی رہ جاتی ہے کہ امام شافعی اور ان کے موافقین کی طرح نہی کی عمومیت والی احادیث مبارکہ سے استدلال کرنے کے باوجود امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف نے عقار کو اس حکم سے کس دلیل کی بنیاد پر مستثنیٰ کرتے ہوئے عقار میں قبضہ سے پہلے بیع کے جواز کا قول اختیار کیا؟ تو اس سلسلے میں حنفیہ کے استدلال کو علامہ جلال الدین خوارزمی نے سب سے زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے:

(قولہ ولان فیہ غرر انفساخ العقد علی اعتبار الھلاک) لانہ اذاھلک قبل القبض ینفسخ البیع وعاد الی قدیم ملک البائع فیکون المشتری بائعاملک غیرہ و متی قبض یتم البیع فیصیر بائعاملک نفسہ وقبل القبض لایدری اتم البیع فیصیر بائعا ملک نفسہ ام ینفسخ فیصیر بائعا ملک غیرہ فلا یصح فتمکن فیہ غرر فکان باطلا بخلاف البیع الاول لانہ لم یتمکن فیہ ھذا الغرر لانہ متی لم یقبض المشتری وانفسخ البیع بالھلاک او قبض وتم البیع یکون البائع فی الحالین بائع ملکہ لا ملک غیرہ بخلاف ما نحن فیہ. (۳۱)

''اگر مبیع قبضہ سے پہلے ہلاک ہو جائے تو بیع فسخ ہو جاتی ہے اور مبیع بائع کی سابقہ ملکیت میں واپس لوٹ آتی ہے تو اس صورت میں مشتری کسی دوسرے کی مملوکہ چیز کو بیچنے والا ہوگا اور جب مشتری قبضہ کر لیتا ہے تو بیع تام ہو جاتی ہے اور مشتری اپنی مملوکہ چیز کو بیچنے والا کہلاتا ہے اور قبضہ سے پہلے مشتری کے علم میں نہیں ہے کہ یہ بیع تام ہوگی کہ وہ اپنی مملوکہ چیز بیچنے والا ہوگا یا بیع فسخ ہوگی کہ وہ کسی دوسرے کی مملوکہ چیز بیچنے والا کہلائے گا جو کہ صحیح نہیں ہے تو اس غیر یقینی کیفیت کی وجہ سے اس میں غرر ہے لہذا یہ باطل ہے لیکن غرر کی یہ صورتحال پہلی بیع میں نہیں ہے کیونکہ مشتری کے قبضہ نہ کرنے کی صورت میں مبیع کے ہلاک ہو جانے کی وجہ سے یا تو بیع فسخ ہو جائے گی یا پھر مشتری کے قبضہ کر لینے کی وجہ سے بیع مکمل ہو جائے گی تو دونوں صورتوں میں بائع اپنی ہی مملوکہ چیز کو بیچنے والا کہلائے گا کسی دوسرے کی مملوکہ چیز کو بیچنے والا نہیں کہلائے گا لیکن اگر خریدار قبضہ سے پہلے بیچ رہا ہے تو پھر اس میں یہ صورتحال نہیں ہے۔''

گویا کہ مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نقطہ نظر کی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ قبضہ سے پہلے بیچنے میں بیع کے بنیادی ارکان یعنی ایجاب وقبول ایسے افراد کی طرف سے وجود میں آتے ہیں جو شریعت کی نظر میں اس ایجاب وقبول کی اہلیت رکھتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ یہ ایجاب وقبول ایسی چیز کے بارے میں کرتے ہیں جو مبیع بننے کی صلاحیت رکھتا ہے جبکہ بیع کی اجازت قرآن کریم، احادیث نبویہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، لہٰذا ان تمام امور کے ہوتے ہوئے اصولی طور پر بیع میں قبضہ سے پہلے بیچنے کی اجازت ہونی چاہیئے، لیکن احادیث مبارکہ میں اس کی ممانعت آتی ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ممانعت والی احادیث مبارکہ کسی علت اور بنیاد کے ساتھ معلول ہیں، لہذا جن اشیاء میں یہ علت پائی جائے گی ان کی قبضہ سے پہلے بیع ممنوع ہو جائے گی اور جن اشیاء میں یہ علت نہیں ہوگی ان میں اپنی اصل کے مطابق قبضہ سے پہلے بیع کی اجازت ہوگی کیونکہ ان اشیاء میں ممانعت والی علت نہیں ہوگی۔ممانعت کی یہ علت قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کی صورت میں پہلے بائع کے پاس خرید کردہ چیز کے ہلاک ہو جانے کی صورت میں دوسرے معاملہ کے ختم ہو جانے کا خطرہ ہے، کیونکہ اگر وہ چیز خریدار کے قبضہ کرنے سے پہلے بائع کے پاس ہلاک ہو جائے تو اس صورت میں بیع فسخ ہو جاتی ہے اور وہ چیز خریدار کی ملکیت سے نکل کر واپس بائع کی قدیم ملکیت میں آجاتی ہے، لہذا اس صورت میں لازم آئے گا کہ خریدار کسی دوسرے کی مملوکہ چیز کو بیچ رہا ہے اور دوسرے کی مملوکہ چیز کو بیچنا درست نہیں ہے، لیکن جب مشتری قبضہ کرلے گا تو بیع مکمل ہو جائے گی اور وہ اپنی ہی مملوکہ چیز کو آگے بیچنے والا کہلائے گا، جبکہ قبضہ کرنے سے پہلے دونوں صورتیں ممکن ہیں کہ چیز بائع کے پاس ہلاک ہو جانے کی صورت میں بیع فسخ ہو جائے اور اس صورت میں کسی دوسرے کی مملوکہ چیز بیچنا لازم آئے اور یہ بھی ممکن ہے کہ چیز ہلاک نہ ہو اور بیع تام ہو جائے اور خریدار اپنی مملوکہ چیز بیچنے والا کہلائے، اس طرح کی صورتحال شریعت کی نظر میں غرر کہلاتی ہے اور غرر ناجائز ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے غرر کی بیع سے منع فرمایا ہے لہذا یہ معاملہ ناجائز ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ ضائع ہونے کا خطرہ صرف انہی اشیاء میں ہوتا ہے جن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے لہذا صرف اشیاء منقولہ کی بیع کو قبضہ سے پہلے ممنوع قرار دیا جائے گا کیونکہ اس صورت میں امکان ہے کہ خرید کردہ چیز قبضہ سے پہلے ہلاک ہو جائے، اس صورت میں اگر خریدار نے اس کو آگے بیچ دیا ہوگا تو وہ اسے حوالے کرنے پر قادر نہیں ہوگا، لہذا شریعت نے پہلے ہی اس صورت میں بیع کرنے کو ممنوع قرار دیا، چونکہ زمین یعنی غیر منقولہ اشیاء میں یہ علت نہیں پائی جاتی کیونکہ زمین میں ضائع ہو جانے یا ھلاک ہو جانے کا خطرہ عام طور پر نہیں ہوتا اسلئے ممانعت کی علت نہ ہونے کی وجہ سے زمین کو قبضہ سے پہلے بیچنا ممنوع نہیں ہوگا، البتہ اگر زمین ایسی جگہ ہو جس میں ضائع ہو جانے کا خطرہ موجود ہو تو اس صورت میں ایسی زمین کو ممانعت والی علت کے پائے جانے کی وجہ سے قبضہ سے پہلے آگے بیچنا جائز نہیں ہوگا اور اس صورت میں ایسی خطرے والی زمین کا حکم بھی منقولہ اشیاء کی طرح ہوگا، نیز زمین کو قبضہ سے پہلے بیچنے کی صورت میں غیر مضمون چیز سے نفع حاصل کر لینے کی خرابی بھی لازم نہیں آتی ہے کیونکہ ضمانت تو اس چیز کی ضروری ہوتی ہے جس کے ھلاک ہو جانے کا خوف ہو اور زمین میں تو عمومی حالات میں ھلاکت کا خطرہ نہیں ہوتا، اسلئے اس میں ضمان کی بھی ضرورت نہیں ہے اور غیر مضمون چیز

سے نفع حاصل ہونا قبضہ کے پہلے بیچنے کی ممانعت کی علت ہے، جب یہ علت زمین میں پائی ہی نہیں جاتی ،تو پھر اسے قبضہ سے پہلے فروخت کرنا منع بھی نہیں ہوگا۔

حنفیہ کا مفتی بہ نقطہ نظر:

قبضہ سے پہلے بیع کے مسئلہ میں امام محمد کا حضرات شیخین سے اختلاف ہے جیسا کہ مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہو چکا،لیکن اس مسئلہ میں حنفیہ کے نزدیک راجح اور مفتی بہ نقطہ نظر حضرات شیخین کا ہے جیسا کہ صاحب ہدایہ کے انداز بیان سے یہ بات واضح ہوتی ہے، کیونکہ انہوں نے اس مسئلہ میں حضرات شیخین کے دلائل کو بعد میں ذکر کیا ہے اور امام محمد کے دلائل کو پہلے ذکر کیا ہے اور صاحب ہدایہ کی عادت یہ ہے کہ وہ راجح مذہب کی دلیل کو بعد میں ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ مولانا محمد عبدالحی لکھنوی نے ہدایہ کے مقدمہ میں صاحب ہدایہ کی عادات وآداب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

ومنها انه یؤخر دلیل المذهب الذی هو المختار عنده کذا فی النهایة فی آخر کتاب ادب القاضی و فی العنایة فی باب البیع الفاسد و فی فتح القدیر فی کتاب الصرف و فی نتائج الافکار من عادة المصنف المستمرة ان یوخر القوی عند ذکرالادلة علی الاقوال المختلفة لیقع المؤخر بمنزلة الجواب عن المقدم وان کان قدم القوی فی الاکثر عند نقل الاقوال. (۳۲)

''صاحب ہدایہ کی عادات میں سے ہے کہ وہ مختار مذہب کی دلیل سب سے آخر میں ذکر کرتے ہیں یہ بات ''النہایہ'' میں کتاب ادب القاضی کے آخر میں اور ''عنایۃ'' میں باب البیع الفاسد میں اور ''فتح القدیر'' میں کتاب الصرف میں درج ہے اور کتاب نتائج الافکار میں مصنف کی مستقل عادت قرار دی گئی ہے کہ وہ مختلف اقوال کے دلائل کا تذکرہ کرتے ہوئے سب سے آخر میں قوی دلیل کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ سب سے آخر میں آنے والا دلیل گزشتہ کا جواب بن جائے اگرچہ مختلف اقوال کو نقل کرتے ہوئے عام طور پر قوی قول کو سب سے پہلے نقل کرتے ہیں۔''

راجح نقطہ نظر:

قبضہ سے پہلے بیع کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں ذکر کردہ اختلافی اقوال میں سے راجح نقطہ نظر کے سلسلے میں مختلف علماء نے مختلف آراء قائم کی ہیں جن میں سے نمونہ کے طور پر چند علماء کا ترجیحی نقطہ نظر ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) امام ابومحمد علی بن زکریا کی رائے:

ابومحمد علی بن زکریا کے نزدیک مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنفیہ اور امام ابویوسف کی رائے راجح ہے اور ان کے نقطہ نظر کی ترجیح بیان کرتے ہوئے امام ابومحمد علی بن زکریا لکھتے ہیں کہ:

(لا) يجوز بيع ما ينقل ويحول قبل القبض:

البخاری : عن طاووس ، عن ابن عباسؓ قال: ((اما الذى بهى عنه النبى ﷺ فهو الطعام قبل ان يقبض . قال ابن عباس :ولا احسب كل شئى الا مثله))، فنهى النبى ﷺ عن بيع الطعام قبل القبض ، دليل على عدم جواز بيع كل ما ينقل و يحول ، (لانه) فى معناه ... و نحن لا نسلم ان المعنى الذى نهى النبى ﷺ عن بيع الطعام قبل القبض لاجله هو ما ذكره ، بل معنى آخر وهو غرر انفساخ العقد بهلاک المعقود عليه قبل القبض ، والهلاک فى العقار نادر.(۳۳)

مذکورہ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان میں قبضہ سے پہلے طعام کو بیچنے کی ممانعت کا تعلق منقولہ اشیاء کے ساتھ ہے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فرمان میں بھی ہر چیز سے مراد وہ اشیاء ہیں جو قابل نقل اور قابل تحویل ہوں، اگر اس سے مراد تمام اشیاء لی جائیں جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کے فرمان کا ظاہر ہے تو پھر یہ تعبیر اختیار کرنی ہوگی کہ مشتری پر قبضہ سے پہلے طعام کے بیچنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں غیر مضمون چیز کا نفع حاصل کرنا لازم آرہا ہے، کیونکہ قبضہ سے پہلے وہ طعام بائع کی ضمان میں ہے اور غیر مضمون چیز کا نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے اور یہ قباحت جس طرح طعام میں موجود ہے، اسی طرح ممانعت کے عموم کے لیے باقی اشیاء میں بھی موجود ہے لہذا تمام اشیاء میں قبضہ سے پہلے بیچنے کی ممانعت ہے، لیکن امام زکریا لکھتے ہیں کہ ہم اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے کہ قبضہ سے پہلے طعام کو بیچنے کی ممانعت کی بنیادی وجہ یہی ہے جو ذکر کی گئی ہے، بلکہ اس ممانعت کی وجہ تو یہ ہے کہ قبضہ سے پہلے معقود علیہ کے ہلاک ہونے کی صورت میں عقد کے فسخ ہو جانے کا احتمال موجود ہے اور غیر منقولہ اشیاء میں ہلاکت نادر ہے، لہذا اس ممانعت کا تعلق صرف منقولہ اشیاء کے ساتھ ہی ہوگا۔

(۲) ڈاکٹر وھبہ زحیلی کی رائے:

ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے مذکورہ اختلافی بحث نقل کرنے کے بعد امام شافعی کی رائے کو راجح قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

والظاهر رجحان راى الشافعية ، لعموم النهى عن بيع الشئى قبل قبضه فى حديث حكيم بن حزام ، دون قصره على الطعام ، ويكون حديث النهى عن الطعام فى حالة من حالات النهى لا تمنع غيرها، وهو احتجاج بالمفهوم المخالف من الحديث... ثم ان الملكية فى الشئى قبل القبض ضعيفة ، وفيها غرر اى احتمال الحصول وعدم الحصول، و يترجح عدم الحصول فى حال احتكار المنتجين للسلع وايقاع البائعين

علی المکشوف فی حرج. (۳۴)

مذکورہ عبارت میں ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے امام شافعی کے قول کی ترجیح کی وجہ حضرت حکیم بن حزام کی حدیث کو قرار دیا ہے جس میں تمام اشیاء کو خریدنے کی صورت میں قبضہ سے پہلے بیچنے کی مطلقاً ممانعت ہے اور اس میں صرف طعام کا تذکرہ نہیں ہے جبکہ کسی موقع پر صرف طعام سے ممانعت کی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ طعام کے علاوہ دیگر اشیاء میں ممانعت نہیں ہوگی، نیز ڈاکٹر وھبہ زحیلی کے نزدیک ممانعت کو صرف طعام کے ساتھ مخصوص کر دینا حدیث مبارکہ کے مفہوم مخالف سے استدلال کرنا ہے، جبکہ ممانعت کو عموم پر محمول کرنے کی تائید حضرت حکیم بن حزام کی حدیث کے صریح صاف الفاظ سے ہو رہی ہے اور صریح الفاظ سے ثابت ہونے والے حکم پر عمل کرنا مفہوم مخالف سے استدلال کرنے کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے، اسی طرح حضرت حکیم بن حزام کی حدیث مبارکہ کی تائید حضرت زید بن ثابت کی حدیث مبارکہ سے بھی ہو رہی ہے، نیز عقلی طور پر بھی قبضہ سے پہلے کسی چیز میں ملکیت کا ثبوت کمزور ہوتا ہے اور اس میں جس طرح اس چیز کے حاصل ہو جانے کا احتمال ہوتا ہے، اسی طرح اس چیز کے حاصل نہ ہونے کا بھی احتمال ہوتا ہے اور موجودہ دور میں کاروباری لوگوں کی ذخیرہ اندوزی کرنے میں رغبت کو دیکھتے ہوئے اس چیز کے حاصل نہ ہونے کا پہلو ہی راجح محسوس ہوتا ہے۔

(۳) ڈاکٹر علی محی الدین علی القرۃ داغی کی رائے:

ڈاکٹر علی محی الدین نے فقہاء کرام کی آراء نقل کرنے کے بعد امام مالک کے قول کو راجح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

والذی یظھر لی رجحانه ھو ان منع التصرف فی المبیع و نحوہ قبل القبض محصور فی الطعام، وان العلة ھی الطعام لا غیر، وعلی ھذا تدل الاحادیث الصحیحة... ولا شک ان تخصیص الطعام بالنھی عن بیعه قبل قبضه دلیل علی مخالفة غیرہ له. والواقع ان قول ابن عباس: " واحسب کل شئی مثله " اجتھاد محض منه لا یکون حجة علی اجتھاد غیرہ ...وقد استدل المخالف بادلة لا یخلو جمیعھا اما من ضعف فی سندھا، او انھا لیست نصا فی دلالتھا علی منع المبیع غیر الطعام، ...وھکذا لو استعرضنا جمیع ادلتھم التی وفقت فی الاطلاع علیھا لوجدناھا اما ضعیفة لا تنھض حجة، او انھا لیست نصاً فی الدعوی، والقاعدة المعروفة تقول: " والدلیل اذا تطرق الیه الاحتمال بطل به الاستدلال". ومن جانب آخر، ان الادلة الصحیحة تدل علی جواز اجراء بعض العقود علی المبیع قبل القبض ...وفی نظرنا فھذا محصور فی الطعام فلا یجوز بیعه ولا التصرف فیه قبل القبض، وفیما عداہ یبقی علی القاعدة العامة واللہ اعلم. (۳۵)

مذکورہ عبارت میں ڈاکٹر علی محی الدین نے امام مالک کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے کہا ہے کہ طعام کے علاوہ دیگر تمام اشیاء میں عقد کرنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے تصرف کرنا جائز ہے، صرف طعام میں اس کی ممانعت ہے، اس نقطہ نظر کی ترجیح کو انہوں نے بہت تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صحیح احادیث میں ممانعت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ ہے، جس سے یہ بات خود بخود ثابت ہو جاتی ہے کہ طعام کے علاوہ دیگر اشیاء میں یہ ممانعت نہیں ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس کے فرمان کو وہ ان کا ذاتی اجتھاد قرار دیتے ہیں، نیز ان کے نزدیک اس نقطہ نظر کے اختیار کرنے میں اس موضوع سے متعلق منقول تمام احادیث مبارکہ میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے کہ ممانعت والی تمام احادیث مبارکہ کا تعلق طعام کے ساتھ ہے اور قبضہ سے پہلے تصرف کے جواز پر دلالت کرنے والی احادیث مبارکہ کا تعلق طعام کے علاوہ دیگر اشیاء کے ساتھ ہے اس طرح تمام احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے اور کسی قسم کا تعارض باقی نہیں رہتا۔

اس نقطہ نظر کے مخالفین کے دلائل نقلیہ ان کے نزدیک یا تو سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں یا ان کے دلائل میں اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ طعام کے علاوہ دیگر اشیاء کو بھی قبضہ سے پہلے بیچنے کی ممانعت ہے اور یہ دونوں امور کسی نقطہ نظر کو کمزور کرنے کے لئے کافی ہیں، پھر مخالفین کے دلائل میں ضعف کی موجودگی یا دعوی کے مطابق دلیل کے نہ ہونے کو انہوں نے تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے نتیجہ بحث کے طور پر لکھا ہے کہ شریعت اسلامیہ کے عمومی قواعد کا تقاضا یہی ہے کہ عقود خاص طور پر مالی معاملات بنیادی طور پر ایجاب وقبول کے ساتھ مکمل ہو جاتے ہیں، جب ایجاب وقبول اپنی مطلوبہ شرائط کے ساتھ مکمل ہوتے ہیں تو اس پر شرعی اثرات ونتائج بھی مرتب ہوتے ہیں، لہذا ایجاب وقبول کے بعد اثرات ونتائج کے اعتبار سے کسی چیز کو مستثنی کر لینا کسی صحیح دلیل کے بغیر درست نہیں ہے اور کسی صریح صحیح دلیل کے ساتھ ثابت ہونے والا استثناء صرف طعام کے ساتھ مخصوص ہے، لہذا صرف طعام میں ایجاب وقبول کے مکمل ہونے کے باوجود قبضہ سے پہلے تصرف کرنا صحیح نہیں ہوگا اور دیگر تمام اشیاء کو اپنے عمومی قاعدہ پر برقرار رکھا جائے گا۔

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد کا نقطہ نظر:

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد نے مذکورہ مسئلہ میں حنفیہ کا نقطہ نظر بیان کرنے کے بعد تطبیق کی راہ اختیار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> ''یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے جبکہ امام مالک اور امام احمد کے نزدیک کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ اشیاء میں قبضہ سے پیشتر بھی فروخت جائز ہے۔ اول تو اسی کی کوشش کرنی چاہیے کہ قبضہ سے قبل فروخت نہ کرے لیکن جہاں عام رواج کی بنا پر اس پر عمل کرنا دشوار ہو تو ان دو اماموں کے قول کے مطابق کھانے پینے کی چیزوں کو چھوڑ کر اور چیزوں میں قبضہ سے قبل فروخت کرنے کی گنجائش ہے اور یہ امام ابوحنیفہ کے قواعد کے منافی بھی نہیں ہے۔'' (۳۶)

خلاصہ بحث:

قبضہ سے پہلے بیع کے بارے میں مذکورہ اختلافی نقطہ نظر پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام مالک کے مسلک کی بنیاد وہ احادیث مبارکہ ہیں جن میں لفظ طعام کے تذکرہ کے ساتھ قبضہ سے پہلے بیع کی ممانعت آئی ہے لیکن کچھ احادیث مبارکہ ایسی بھی ہیں جن میں ممانعت لفظ طعام کے ساتھ خاص نہیں ہے، اسلئے امام مالک کے مسلک کے اختیار کرنے میں اگرچہ سہولت موجود ہے لیکن کچھ احادیث مبارکہ کے عموم سے اس کا ٹکراؤ ہوتا ہے، اسی وجہ سے تمام احادیث کو جمع کرنے کی غرض سے امام شافعی نے عموم کا قول اختیار کیا جس پر عمل کرنے میں اگرچہ مشقت ہے لیکن احادیث مبارکہ پر عمل ہونے کے اعتبار سے کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہتا، گویا کہ امام شافعی کا مسلک اختیار کرنے میں احتیاط ہے، جبکہ حنفیہ کے مفتی بہ قول میں اگرچہ امام شافعی کے نقطہ نظر کی طرح عموم ہے لیکن اس کے ساتھ عقار یعنی زمین کو اس عموم سے ایک خاص شرط کے ہوتے ہوئے مستثنی قرار دیا گیا ہے جس کی بنیاد کسی حدیث مبارکہ کے صریح الفاظ نہیں ہیں، البتہ یہ حضرات مذکورہ مسئلہ کی ذکر کردہ احادیث مبارکہ کو معلول قرار دے کر عقار کو اس حکم سے الگ کر دیتے ہیں جس سے ایک اعتبار سے اگرچہ عملی طور پر سہولت تو ہو جاتی ہے لیکن اس سہولت کی دلیل براہ راست حدیث مبارکہ یا کوئی نص نہیں ہے بلکہ اجتہاد اور تفقہ ہے۔

لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام مالک کے مسلک میں سب سے زیادہ وسعت ہے اور امام شافعی کے مسلک میں سب سے زیادہ احتیاط ہے جبکہ امام ابوحنیفہ کے مسلک میں وسعت اور احتیاط دونوں کو جمع کرتے ہوئے اعتدال کا راستہ اختیار کیا گیا ہے، لہذا عمومی حالات میں امام شافعی کے نقطہ نظر کو احتیاط کے پیش نظر اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ اس صورت میں تمام مسالک پر عمل ہو جاتا ہے یا پھر حنفیہ کے مسلک کو اختیار کیا جائے کیونکہ اس صورت میں وسعت اور اعتدال کے دونوں پہلو بھی موجود ہیں اور تمام فقہی مسالک پر کافی حد تک عمل ہو جاتا ہے اور نتائج کے اعتبار سے اختلاف بھی کم ہو جاتا ہے، البتہ جہاں ان مسالک کو اختیار کرنے میں بہت زیادہ دقت اور دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو تو پھر امام مالک کے مسلک کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱- ابن حزم، ابومحمد علی بن سعید (م ۴۵۶ھ)، المحلی بالآثار، دار الفکر، بیروت لبنان، ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱م، ۴۷۶/۷

۲- نووی، ابوزکریا یحیی بن شرف (م ۶۷۶ھ) حاشیۃ الکامل للنووی علی ہامش الصحیح المسلم، قدیمی کتب خانہ، طبعہ اولی دھلی ۱۳۴۹ھ-۱۹۳۰م، ۵/۲

۳- ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر بن ایوب (م ۷۵۱ھ)، تھذیب علی ھامش مختصر سنن ابی داؤد للحافظ المنذری، مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، پاکستان، طبعہ ثانیہ ۱۳۹۹ھ-۱۹۷۹م، ۱۳۱/۵

۴- نووی، ابوزکریا محی الدین بن شرف (م ۶۷۶ھ)، کتاب المجموع شرح المہذب للشیرازی، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، طبعہ اولی، ۱۹۷/۹

۵- ابن عبدالبر، حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد (م ۴۶۳ھ)، التمھید لما فی الموطا من المعانی والاسانید، مکتبہ الغرباء الاثریۃ، س-ن، ۳۳۰/۱۳

۶- الشافعی، ابوعبداللہ محمد بن ادریس (م ۲۰۴ھ)، الام، دار الفکر، بیروت لبنان، طبعہ اولی، ۱۴۰۰ھ-۱۹۸۰م، ۷۰/۳

۷- ابن قدامہ، موفق الدین ابی محمد عبداللہ بن احمد بن محمد المقدسی (م ۶۲۰ھ)، المغنی لابن قدامہ، دار عالم الکتب، ریاض طبعہ رابعہ، ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۹م، ۱۸۹/۶

۸- الشیبانی، امام ابوعبداللہ محمد بن الحسن (م ۱۸۹ھ)، الجامع الصغیر مع شرحہ النافع الکبیر، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، س-ن، ص: ۲۷۲

۹- شیرازی، ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف (م ۴۷۶ھ)، المھذب فی فقہ الامام الشافعی، دار المعرفۃ بیروت، لبنان، طبعہ اولی، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳م، ۲۲/۲

۱۰- ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث (م ۲۷۵ھ)، سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفی، رقم الحدیث: ۳۴۹۵

۱۱- الام للشافعی، ۷۰/۳

۱۲- ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی (م ۲۷۹ھ)، جامع الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ بیع مالیس عندہ، دار السلام، ریاض، طبعہ ثالثہ، ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰م، رقم الحدیث ۱۲۳۴ھ

۱۳- الشیرازی، ابواسحٰق ابراہیم بن علی فیروز آبادی (م ۴۷۶ھ)، المھذب للشیرازی، دار المعرفۃ، بیروت لبنان، طبعہ اولی، ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳م، ۲۲/۲

۱۴- بابرتی، محمد بن محمود (م ۷۸۶ھ)، شرح العنایۃ علی الھدایۃ مع شرح فتح القدیر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، طبعہ ثانیۃ، ۲۰۰۹م، ۴۷۵/۶، ۴۷۶

۱۵- ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد القرطبی (م: ۵۹۵ھ)، بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد، مکتبہ علمیہ لاہور، طبعہ اولی، ۱۳۹۶ھ-۱۹۷۶م، ۱۰۸/۲

۱۶- دردیر، شیخ احمد بن محمد العدوی (م ۱۲۰۱ھ)، الشرح الکبیر مع حاشیۃ الدسوقی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، طبعہ ثانیہ، ۲۰۰۳ھ، ۲۴۵/۴، ۲۴۶

۱۷- حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر للدردیر:۴/۲۴۷

۱۸- الشرح الکبیر مع حاشیۃ الدسوقی،۴/۲۴۷، ۲۴۸

۱۹- مالک بن انس، امام(م ۱۸۹ھ)، المدونۃ الکبری، دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان، طبعہ اولی، ۲۰۰۵ھ-۱۴۲۶ھ،۳/ ۱۳۴

۲۰- ابن قدامہ،المغنی،۶/۱۸۱

۲۱- ابن قدامۃ، المقدسی، موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد (م ۶۲۰ھ)، الکافی لابن قدامہ، المکتب الاسلامی بیروت، طبعہ خامسہ، ۱۴۰۸ھ،۲/ ۲۷

۲۲- ابن قدامہ،المغنی،۶/۱۸۹

۲۳- ابن قدامہ، الکافی ،۲/ ۲۷،۲۸

۲۴- ابن قدامہ،المغنی،۶/ ۱۸۳،۱۸۴

۲۵- ایضاً،۶/۱۸۲

۲۶- ایضاً،۶/۱۹۰

۲۷- المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل (م۵۹۳ھ)الھدایۃ فی شرح بدایہ المبتدی، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، طبعہ اولی۱۴۱۶ھ-۱۹۹۵م، ۳/ ۵۹

۲۸- حصکفی، علاءالدین محمد بن علی بن محمد (م۱۰۸۸ھ)، الدرالمختار شرح تنویرالابصار، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۴۰۶ھ،۵/ ۱۴۷

۲۹- ابن عابدین، محمد امین (م۱۲۵۲ھ)، حاشیہ ردالمختار علی الدرالمختار، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۴۰۶ھ،۵/ ۱۴۷

۳۰۔ محولہ بالا

۳۱- الخوارزمی، مولانا جلال الدین (م:۵۹۵ھ)، الکفایۃ شرح الھدایۃ مع شرح فتح القدیر، مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ، س-ن،۶/ ۱۱۱

۳۲- لکھنوی، محمد عبدالحی (م۱۳۰۴ھ) مذیلۃ الدرایۃ لمقدمۃ الھدایۃ، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان، س-ن، ص۳

۳۳- المنبجی، امام ابومحمد علی بن زکریا (م ۶۸۶ھ)، اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب، دارالقلم، دمشق، طبعہ ثانیہ،۱۴۱۴ھ-۱۹۹۴م، ۲/ ۵۱۴،۵۱۵

۳۴- الزحیلی، وھبہ، ڈاکٹر، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دارالفکر دمشق، طبعہ سادسہ،۱۴۲۹ھ،۲۰۰۸م،۴/ ۸۱

۳۵- قرہ داغی، علی محی الدین ڈاکٹر، القبض وصورہ المعاصرۃ، مجمع الفقہ الاسلامی، الدورۃ السادسۃ، جدۃ، ۱۹۹۰م

۳۶- عبدالواحد، ڈاکٹر مفتی، مسائل بہشتی زیور، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۹۹ء،۲/ ۴۰